تذکرہ سلیمان بن صُرَدؓ اور ان سے متعلق تاریخی روایات پر ایک نظر

از: ابوعبیدالرحمٰن عارف محمود
استاذ ورفیقِ شعبۂ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

نام ونسب

آپ کا پورا نام اور سلسلہ نسب یوں ہے:

سلیمان بن صردؓ (بضم المھملۃ و فتح الراء) بن الجون بن ابی الجون بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن حرام بن حبشیۃ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعۃ الخزاعی الکوفی۔ (تہذیب الکمال: ۱/۴۵۴، طبقات ابن سعد: ۴/۲۹۲، معرفۃ الصحابۃ: ۲/۴۶۱، الاصابۃ: ۲/۷۵، التاریخ الکبیر: ۴/۱، الجرح والتعدیل: ۴/۱۲۰، تاریخ بغداد: ۱/۲۱۵، سیر الاعلام النبلاء: ۳/۳۹۴، تہذیب التہذیب: ۴/۲۰۰، تاریخ الاسلام: ۲/۴۱۶، طبقات ابن سعد: ۴/۲۹۲) ابومطرف ان کی کنیت ہے۔ (تاریخ بغداد: ۱/۲۱۵، طبقات ابن سعد: ۴/۲۹۲)

شرف صحبت

آپ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (معرفۃ الصحابۃ: ۲/۴۶۱، الاصابۃ ۲/۷۶) علامہ ذہبیؒ نے آپ کو صغار صحابہ میں شمار کیا ہے۔ (تاریخ اسلام: ۲/۴۱۶) لیکن علامہ عسقلانی، عینی اور قسطلانی رحمہم اللہ اجمعین نے آپ کو افاضل صحابہ میں شمار کیا ہے۔ (فتح الباری ۲/۴۸۴، عمدۃ القاری: ۳/۲۹۷، ارشادی الساری: ۱/۴۹۳)

کسب فیض اور حدیث کی روات

آپؓ نے براہِ راست مشکوٰۃ نبوت سے کسب فیض کیا، حدیث کا سماع حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابی بن کعبؓ، علی ابن ابی طالبؓ، جبیر بن مطعمؓ اور حضرت حسن بن علیؓ سے کیا۔ (الاصابۃ: ۲/۷۶،

تاریخ الاسلام:۲/۴۱۲،تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۵،سیر الاعلام النبلاء:۳/۳۹۴،تہذیب التہذیب:۴/۲۰۰)

آپ سے حدیث کا سماع کرنے والے

آپ سے حدیث کا سماع کرنے والوں میں ابواسحاق سبیعی تمیم بن سلمہ، شقیر عبدی، شمر، ضبثم ضبی، عبداللہ بن یسار جہنی، عدی بن ثابت، ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح، یحیٰ بن یعمر اور ابوعبداللہ جدلی رحمہم اللہ شامل ہیں۔(تاریخ بغداد:۱/۲۱۵، الاصابۃ:۲/۶۷، تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۵، ۴۵۶، الجرح والتعدیل:۴/۱۲۰)

حالات زندگی

اسلام لانے سے قبل زمانۂ جاہلیت میں آپ کا نام یسار تھا، جب اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام یسار سے بدل کر ”سلیمان“ رکھا۔ (الاصابۃ:۲/۶۷،تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۶،تاریخ بغداد:۱/۲۱۵،تہذیب التہذیب:۴/۲۰۰)

آپؓ اپنی قوم کے بلند مرتبہ اور معزز افراد میں سے تھے۔(الاستیعاب:۲/۶۴،طبقات ابن سعد:۴/۲۹۲،تاریخ الاسلام:۲/۴۱۳،تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۶)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو حضرت سلیمان بن صردؓ دیگر مسلمانوں کے ساتھ کوفہ تشریف لائے۔(طبقات ابن سعد:۴/۲۹۲،تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۶،الاستیعاب:۲/۶۳،۶۴) خطیبِ بغدادی وغیرہ کے بقول آپ نے بنوخزاعہ میں رہائش اختیار کی، اس کے علاوہ آپ نے مدائن اور بغداد کا بھی سفر کیا۔(تاریخ بغداد:۲۱۵۱،الاستیعاب:۲/۶۳،تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۶)

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:”کَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خَیْرًا فَاضِلاً لَہٗ دِیْنٌ وَ عِبَادَۃٌ“ (الاستیعاب:۲/۲۳،تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۶،تہذیب التہذیب:۴/۲۰۰) آپؓ بہترین فاضل متدین اور عبادت گزار شخص تھے۔حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل وصفین میں شریک ہوئے۔ طبقات ابن سعد:۴/۲۹۲،تہذیب التہذیب:۴/۲۰۰، الاستیعاب:۲/۶۴، الاصابۃ:۲/۶۷، معرفۃ الصحابہ:۲/۶۱۴،تہذیب الکمال:۱۱/۴۵۶)

وفات

آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں دوقول ہیں:ابن حبانؒ نے رمضان المبارک کا مہینہ

۶۷ ہجری کو وفات قرار دیا ہے۔ (کتاب الثقات: ۱/۳۳۰) جب کہ اکثر مؤرخین نے ربیع الاول ۶۵ ہجری میں ۹۳ سال کی عمر میں وفات کو نقل کیا ہے، یہی اصح ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (تاریخ بغداد: ۱/۲۱۵، طبقات ابن سعد: ۴/۲۹۲، ۲۹۳، تاریخ الاسلام: ۲/ ۴۱۲، الاصابۃ: ۲/۶۷، الاستیعاب: ۲/۶۴، تہذیب الکمال: ۱۱/ ۴۵۶، ۴۵۷، سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۹۵، معرفۃ الصحابہ: ۲/ ۴۶۱، تہذیب التہذیب: ۴/ ۲۰۱)

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے متعلق تاریخی روایات کا جائزہ

تاریخ کی کتابوں میں عام طور سے ہر طرح کی روایات کو سندوں کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے، تنقیح وتحقیق نہیں کی جاتی ہے، ان روایات کی تنقیح وتحقیق ماہرین فن کے ذمہ ہوتی ہے، بغیر تنقیح و تحقیق ان روایات پر قبول وعدم قبول کا حکم لگانا درست نہیں؛ اس لیے ماہرین فن کے اقوال کی روشنی میں حضرت سلیمان بن صردؓ سے متعلق تاریخی روایات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

حضرت سلیمان بن صردؓ کے حوالے سے بھی کتبِ تاریخ خاص کر تاریخِ طبری: ۳/ ۲۷۷، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۷، ۴۰۵، ۴۲۰۔ ابن اثیر جزری کی ''الکامل'' (الکامل فی التاریخ: ۳/ ۳۸۵، ۴۸۶، ۴۹۰، ۴/ ۳، ۱۲)، اوران دونوں سے منقول ہوکر ابن کثیر کی ''البدایۃ والنہایۃ'' وغیرہ میں جو روایات مذکور ہیں، ان کا کچھ حصہ کتبِ رِجال میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ (الاستیعاب: ۲/ ۶۴، الاصابۃ: ۲/ ۶۷ تہذیب الکمال: ۱۱/ ۴۵۶، سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۹۵، طبقات ابن سعد: ۴/ ۲۹۲، ۲۹۳، الثقات: ۱/ ۳۳۰)

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان بن صردؓ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے حضرت حسینؓ کو کوفہ بلانے کے لیے خطوط لکھے، اوران کے تشریف لانے پر انھیں اکیلا چھوڑ دیا، ان کی مدد سے پیچھے ہٹے، ان کی شہادت پر ندامت ہوئی تو ایک لشکر بنا کر ان کا بدلہ لینے کے لیے عبیداللہ بن زیاد سے لڑائی کی، وغیرہ وغیرہ۔ (تاریخ بغداد: ۱/ ۲۱۵، ۲۱۶)

ابومخنف لوط بن یحی

کتبِ تاریخ کی ان تمام روایات کو جو سلیمان بن صردؓ کے حوالے سے ہیں کسی بھی طرح مِن وعَن تسلیم نہیں کیا جاسکتا ہے، لہٰذا جب اس طرح کی روایات کی حقیقت جاننے کے لیے کتبِ تاریخ اور پھر کتبِ رجال کی مراجعت کی تو یہ بات واضح ہوگئی کہ ان میں سے اکثر روایات ابومخنف لوط بن یحیٰ کی گھڑی ہوئی ہیں، لوط بن یحیٰ ابومخنف کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال

ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ذہبیؒ اور ابن حجرؒ کہتے ہیں: "اَخبَارِیٌّ تَألَّف لاَ یُوثَقُ بِہٖ"۔ (لسان المیزان: ۵/۵۶۷، میزان الاعتدال: ۳/۴۱۹)

ابوحاتم وغیرہ نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔(الجرح والتعدیل: ۷/۲۴۸، لسان المیزان: ۵/۵۶۷، سیر اعلام النبلاء: ۷/۳۰۲)

یحییٰ بن معین نے فرمایا: "لَیسَ بِثِقَۃٍ، لَیسَ بِشَیءٍ"۔ (الضعفاء الکبیر: ۴/۱۸، لسان المیزان: ۵/۵۶۸) عقیلی نے ''ضعفاء'' میں ذکر کیا ہے۔ (حوالۂ بالا، مزید دیکھیے: سیر اعلام النبلاء: ۷/۳۰۲، الضعفاء والمتروکین، ص: ۳۳۳، میزان الاعتدال: ۳/۴۲۰، المغنی فی الضعفاء: ۲/۲۳۴)

ابوعبید آجری کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤدؒ سے ابومخنف کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے اپنے ہاتھ جھاڑے اور فرمایا کہ کیا کوئی اس کے بارے میں بھی پوچھتا ہے یعنی یہ اس قابل نہیں کہ اس کے بارے میں پوچھا جائے۔ (لسان المیزان ۵/۵۶۸)

ابن عراق کنانی فرماتے ہیں: ''کَذَّابٌ تَألَّفَ'' (تنزیہ الشریعۃ: ۱/۹۸) ابن جوزی نے بھی کذاب کہا ہے، (الموضوعات، ص: ۴۰۶)

ابن عدی نے فرمایا: "شِیعِیٌّ مُحتَرِقٌ، صَاحِبُ أخبَارِھِم"۔

(الکامل فی الضعفاء الرجال: ۶/۹۳، لسان المیزان: ۵/۵۶۸) بعض نے تو یہاں تک لکھا کہ یہ ''امامی'' شیعہ تھا۔ (الاعلام لخیرالدین الزرکلی: ۵/۲۴۵)

ابومخنف شیعہ مؤرخین کی نظر میں

شیعہ مؤرخین خاص کر کتبِ رجال کے مصنّفین محسن امین، شرف الدین، آغا بزرگ طہرانی، عباس قمی، محمد مہدی طبا طبائی، خوئی، خاقانی، نجاشی، حلی، اور طوسی وغیرہ نے اس کا تذکرہ اپنی کتابوں میں بطور شیعہ مؤرخ کے کیا ہے؛ بلکہ اس کا شمار بڑے اور اکابر شیعہ مؤرخین میں کیا ہے۔ (اعیان الشیعہ، ص: ۱۲۷، اعلام الشیعہ: ۱/۱۶، الکنیٰ والالقاب: ۱/۱۴۸، فہرست اسماء مصنفی الشیعہ للنجاشی، ص: ۲۲۴، ۲۲۵، الفہرست للطوسی: ۲/۲۰، الفوائد الرجالیہ لبحر العلوم: ۱/۳۷۵، ۳۷۹، الکنیٰ والالقاب: ۱/۱۶۹، المراجعات: ۲/۲۱، حلیۃ الابرار: ۴/۱۴۶، رجال الخاقانی: ۱/۱۷۷، رجال الطّوسی: ۱/۴۵۹، رجال النجاشی: ۱/۳۲۱، معجم رجال الحدیث: ۱۱/۱۳۶، ۱۳۸، الاحتجاج لطبرسی:

۱/۴۵٦، الذریۃ: ٦/۳۹۴، خلاصۃ الاقوال: ۱/۳۸۹، نقد الرجال: ۷/۱۴۰، ۱۴۱))

مزید برآں صاحب ''الفوائد الرجالیہ'' طباطبائی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے اس کے شیعہ ہونے میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے، جیسا کہ اصحابِ معاجم کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے۔ (الفوائد الرجالیہ: ۱۹۱/۴)

حساس موضوعات پر جھوٹ پر مبنی کتابیں لکھنا

یہ ابومخنف وہ بدبودار شیعی مؤرخ ہے جس نے خیر القرون میں رونما ہونے والے تمام اہم واقعات پر جھوٹ سے بھری مستقل کتابیں لکھی ہیں، جیسے: سقیفۂ بنوساعدہ میں بیعت ابوبکرؓ، شوریٰ، خلافت سے متعلق حضرت عمرؓ کی قائم کردہ شوریٰ، مقتل عثمانؓ، مقتل علیؓ، جنگ جمل وصفین، مقتلِ حسینؓ، وفاتِ معاویہؓ اور ولایتِ یزید، مقتل عبداللہ بن الزبیرؓ، سلیمان بن صردؓ اور عین وردہ وغیرہ۔ (فوات الوفیات لمحمد بن شاکر ص: ۲۲۵، الاعلام للزرکلی: ۵/۲۴۵، الفہرست لابن الندیم، ص: ۱۰۵، ۱۰٦، معجم الادبار: ٦/۲۷۰، معجم المولفین: ۸/۱۵۷)

مشہور مستشرق (اے بیل) نے ''دائرہ معارف اسلامیہ'' میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ ابومخنف نے قرونِ اول میں رونما ہونے والے واقعات کی تاریخ میں ''۳۲'' رسالے لکھے ہیں، جن کا اکثر حصہ طبری نے نقل کیا ہے؛ البتہ ابومخنف سے منسوب جو کتابیں ہم تک پہنچیں ہیں وہ متاخرین (شیعہ) کی وضع کردہ ہیں۔ (الاعلام للزرکلی: ۲۴۵/۵)

عباس قمی شیعی نے ''الکنیٰ والالقاب'' میں ابومخنف کے بارے میں لکھا ہے کہ: ابومخنف بڑے شیعہ مورخین میں سے تھا اس کے مشہور شیعہ ہونے کے باوجود طبری اور ابن اثیر وغیرہ نے اس سے روایات نقل کرنے میں اس پر اعتماد کیا ہے۔ (الكنىٰ والألقاب: ۱/۱٦۹)

حافظ ابن کثیرؒ کا قول

حافظ ابن کثیرؒ طبری وغیرہ سے ابومخنف کی روایات نقل کرنے کے بعد یہ لکھنے پر مجبور ہوئے:

شیعوں اور رافضیوں کی شہادت حسینؓ سے متعلق بہت ساری دروغ گوئیاں اور بے بنیاد خبریں ہیں، ہم نے جو ذکر کیا اس میں وہی کافی ہے اور ہماری ذکر کردہ بعض چیزیں قابلِ اشکال ہیں، اگر ابن جریر طبری وغیرہ جیسے ائمہ اور حفاظ اسے ذکر نہ کرتے تو ہم بھی ان روایات کو نہ لاتے اور یہ اکثر ابومخنف کی روایتیں ہیں جو یقیناً شیعہ ہے اور ائمۂ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے؛ لیکن اخباری (صحافی) اور حافظ ہے اور اس کے پاس اس حوالے سے ایسی چیزیں ہیں جو دوسروں کے

پاس نہیں ہیں، لہٰذا بعد کے اکثر مصنّفین نے ان روایات کے بارے میں ابومخنف سے نقل پر اکتفا کیا ہے۔(البدایۃ والنھایۃ: ۲۰۹/۸)

ابن عدیؒ کی صراحت

ابن عدیؒ نے صراحت کی ہے کہ اس کی کوئی روایت قابل اعتبار نہیں، سب بدبودار اور بے ہودہ روایتیں ہیں اور کوئی بعید نہیں کہ یہ بدبخت سلف صالحین کی ہتک عزت کرتا ہے؛ چناچہ وہ فرماتے ہیں:

ابومخنف متقدمین سلف صالحین کے بارے میں خبریں نقل کرتا ہے اور اس سے بعید نہیں کہ وہ ان کی ہتک عزت کرے، یہ بدبودار شیعہ اور ان کا مورخ ہے، میں نے اس لیے اس کا ذکر کیا ہے کہ اس کی احادیث کے ذکر سے استغنا نہیں، میرے علم میں اس کی کوئی ایسی صحیح روایت نہیں جسے میں ذکر کروں، اس کی صرف وہ ناپسندیدہ بدبودار روایتیں ہیں جنہیں میں ذکر کرنا پسند نہیں کرتا ہوں۔(الکامل فی ضعفاء الرجال: ۹۳/۶)

خلاصہ کلام

ان تمام تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ ابومخنف ایک بدبودار، شیعہ، امامی، مورخ ہے جو بالاتفاق تمام ائمہ حدیث ورجال کے نزدیک ناقابلِ اعتبار اور جھوٹا شخص ہے؛ بلکہ ابن عدیؒ کے بقول یہ شخص سلفِ صالحین کے واقعات ذکر کرکے ان کی ہتک عزت کرتا ہے؛ چنانچہ جن اہلِ تاریخ نے اپنی اسناد کے ساتھ خاص کر طبری اور ابن اثیر وغیرہ نے جو بغیر کسی تنقیح وتحقیق کے اس طرح کے بدبودار شیعہ، امامی اور جھوٹے شخص کی بے بنیاد روایتوں کو اپنی کتابوں میں بکثرت نقل کیا ہے، وہ قابل اعتبار ہرگز نہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ حضراتِ صحابہ اکرامؓ سے متعلق کوئی ایسی روایت سامنے آئے جس میں اشارتاً وکنایتاً یا کسی بھی پیرائے سے ان کی شان میں گستاخی، یا تنقیص کا پہلو نکلتا ہو، تو اس کو آنکھیں بند کرکے نقل کرنے، یا اس پر اندھا اعتماد کرنے کے بجائے اس کی تنقیح اور تحقیق کی جائے، تاکہ ابومخنف جیسے بدبخت شیعہ مؤرخ حضرات صحابہ اکرامؓ پر کیچڑ اچھالنے کی منحوس، نامبارک اور نامسعود سعی اور گھناؤنے منصوبے میں ناکام اور نامراد ہوجائیں۔

❁ ❁ ❁